© rasailojaraid.com

مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی (لندن) (دوسری و آخری قسط)

تا کہ سند رہے
’’سرِ اقبال بنام حسین احمد‘‘

سرِ اقبال بنام حسین احمد کے عنوان سے لکھا گیا مضمون جب الفرقان (مئی ۲۰۰۵ء) میں چھپا تو دو خیال آئے ،ایک یہ کہ اس کی کاپی محترم ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب کی خدمت میں بھی جائے۔ دوم یہ کہ کسی ماہرِ اقبالیات کی رائے اس پر معلوم ہوجائے۔ لندن سے ایک عزیز پاکستانی طالب علم مئی ہی میں پاکستان جارہے تھے۔ان کے سپرد الفرقان کی ایک کاپی کی گئی کہ وہ اسے جاوید اقبال صاحب کے پتہ پر بھیجنے کی خدمت انجام دیں۔دوسری ضرورت پوری کرنے کے لیے خوش قسمتی سے خود لندن ہی میں اس وصف کی ایک معروف و مسلّم شخصیت جناب محمد شریف بقاؔ نامی موجود تھی۔ بقاؔ صاحب تقریباً چالیس سال سے اقبالیات کو اپنا موضوع بنائے ہوئے ہیں اور دس بارہ کتابیں اس موضوع پر ان کے قلم سے نکل چکی ہیں۔مثلاً خطبات اقبال کا ایک جائزہ ،نطشے اقبال کی نظر میں،اقبال اور تصوف،اقبال کا نورِ بصیرت وغیرہ،بقاصاحب اپنے نام کے عین مطابق سراپا شرافت ہیں۔اس لیے بھروسہ ہوا کہ مضمون اگر خدانخواستہ کچھ گراں بھی گزرا تب بھی رائے کا اظہار ایک اسکالر کی شان کے مطابق ہی ہوگا۔ جواب میں خلاف توقع کچھ دیر ہوئی تو اندیشہ ہوا کہ شاید گرانیٔ خاطر مانع جواب ہوگئی۔لیکن جواب آیا تو اس اندیشہ کے بالکل برعکس تھا۔اس میں مضمون کی تحسین وتائید کرتے ہوئے یہاں تک لکھا گیا تھا کہ واقعی ان اشعار کی اشاعت حضرت علامہ کے بعد نہ ہونی چاہیے تھی۔اس ضمن میں ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب کی ذمہ داری کا حوالہ بھی موصوف کی زبان قلم پر آ گیا تھا۔

یہاں سے ذہن کو تحریک ہوئی کہ اس رائے کے حوالہ سے ایک عریضہ ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب کی خدمت میں بھی کیوں نہ گزارا جائے۔شاید کہ موصوف کچھ توجہ فرمانے کے لیے آمادہ ہوجائیں اور ’’بعد از خرابی بسیار‘‘ سہی ایک شکایت رفع ہونے کی صورت بن جائے۔ چنانچہ ۲۶ /جولائی کو ایک عریضہ رجسٹرڈ ڈاک سے موصوف کی خدمت میں لاہور ارسال کیا گیا۔خوشی ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے بھی جواب سے محروم نہ رکھا۔اگر چہ تشنہ رکھنے میں مضائقہ نہ سمجھا۔مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ پوری خط وکتابت الفرقان کے فائل میں محفوظ ہوجائے۔پس اب پہلے پڑھئے محترم محمد شریف بقاؔ صاحب کا گرامی نامہ، پھر خاکسار کا عریضہ بخدمت ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب اور پھر موصوف کی طرف سے اس کا جواب۔

(۱) ۲۰ /جولائی ۲۰۰۵ء

محترم مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

چند ہفتے ہوئے مجھے آپ کا عنایت نامہ اور آپ کا ارسال کردہ رسالہ الفرقان موصول ہوئے۔اس زحمت کے لیے میں بے حد شکر گزار ہوں۔ میں نادم ہوں کہ آپ کو جلد یہ جواب روانہ نہ کرسکا۔تاخیر کا اصل باعث چند دریافت طلب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حوالہ جات کا مطالعہ تھا تاکہ جواب دینے میں کوئی بات مزید اختلاف کو ہوا نہ دے سکے۔ امیدِ واثق ہے کہ آپ اس تاخیر آمیز جواب کے لیے میری معذرت قبول فرمائیں گے۔ شکریہ۔

آپ کے مضمون کو پڑھ کر علامہ اقبالؒ اور مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے درمیان فکری بحث سے متعلق متعدد پہلوؤں سے آگاہی ہوئی۔ آپ کا یہ خیال افروز تحقیقی مضمون امرِ متنازعہ کے تاریخی اور سیاسی پس منظر کو سمجھنے میں کافی مفید اور معلومات افزا ہے۔ آپ کی محنتِ شاقہ اور عمیق تحقیق لائق ستائش ہیں۔ علامہ اقبالؒ کے نظریۂ قومیت سے آپ بخوبی آشنا ہیں کہ وہ مغربی تصورِ قومیت سے بے حد الرجک تھے۔ اسی لیے وہ متحدہ انڈین قومیت کو ہدفِ تنقید و تنقیص بنائے رہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مولانا حسین احمد مدنیؒ کی تقریر کو پڑھ کر وہ فوراً جذبات سے مغلوب ہوئے اور انہوں نے اسی جذبے کے تحت اپنے ردِعمل کا متعلقہ اشعار میں اظہار کر دیا۔ تنقید کی شدت سے لازماً مولانا مرحوم کے عقیدت مندوں کے جذبات مجروح ہوئے تھے۔ اگر ان کے ردِعمل میں ایسی شدتِ جذبات نہ ہوتی تو پھر علامہ اقبالؒ کے مداحین اور مولانا حسین احمد مدنیؒ کے نیاز مندوں اور تلامذہ میں باہمی تلخیاں جنم نہ لیتیں۔ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جب علامہ اقبالؒ پر حقیقت حال واضح ہوئی تو انہوں نے کہا کہ اگر مولانا حسین احمد مدنیؒ کا مطلب محض دورِ حاضرہ کے نظریۂ قومیت کی طرف اشارہ تھا اور یہ ان کا ذاتی عقیدہ نہیں تو پھر مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ رفعِ اختلاف کے بعد کلیات میں ان متنازعہ خیز اشعار کا اندراج درست نہیں تھا۔ ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب عرصہ دراز تک کلام اقبال کی کاپی رائٹ رکھتے تھے۔ وہ اگر چاہتے تو ان اشعار کو شامل کلیات نہ کرتے۔ ممکن ہے انہوں نے عوام الناس کی مخالفت کے مدِنظر ایسا نہ کیا ہو۔

''اُذْكُرُوْا اَمْوَاتَكُمْ بِالْخَيْرِ'' کے مصداق اب طرفین کو اس بحث سے گریز کرنا چاہیے۔

ع بخش دو گر خطا کرے کوئی

اپنی دعائے نیم شبی میں مجھے یاد رکھیے۔ شکریہ۔ والسلام

خیر اندیش

محمد شریف بقا

۲۵ر جولائی ۲۰۰۵ء (۲)

بگرامی خدمت محترم جناب ڈاکٹر جاوید اقبال دام اقبالہٗ

محترمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

میں نہیں کہہ سکتا کہ میں آپ کے لیے مکمل طور پر اجنبی ہوں یا میرا ایک مضمون بعنوان ''سرِ اقبالؒ بنام حسین احمدؒ'' گزشتہ دو ماہ کے اندر آپ کی نظر سے گزر جانے کی بنا پر اس درجہ کا اجنبی نہیں رہا ہوں۔ یہ مضمون آپ کو پہنچوانے کے لیے میں نے مئی میں اسلام آباد جانے والے ایک نوجوان کے سپرد ماہنامہ الفرقان لکھنؤ کی ایک کاپی کی تھی اور انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ وہ کاپی آپ کو پوسٹ کر دی گئی ہے۔

مجھے اپنے اس مضمون ہی کے حوالہ سے کچھ آپ سے ذاتی طور پر عرض کرنا ہے۔ آپ کا ذاتی پتہ مجھے نہیں مل سکا ہے۔ یہاں لندن میں ماہر اقبالیات کے طور پر ایک معروف و محترم شخصیت جناب محمد شریف بقا صاحب کی ہے۔ ان سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رابطہ پر ایک قابل اعتماد پتہ اقبال اکیڈمی لاہور کا ملا تو اسی پر یہ عریضہ ارسال خدمت ہے اور احتیاطاً ماہنامہ الفرقان کے متعلقہ مضمون کی ایک کاپی بھی۔

اس مضمون کی میری معروضات کی رو سے حضرت علامہ مرحوم و مغفور کے اشعار بعنوان ''حسین احمدؒ'' کی اشاعت جاری رہنے پر از سرِ نو غور فرمائے جانے کی ضرورت ہے۔ اس گزارش کے لیے میں نے آپ کو ذاتی طور پر مخاطب کرنے کی جرأت کی ہے اور اس جرأت کا خیال دراصل مجھے محترم شریف بقا صاحب کے خط سے ہوا ہے جو کل ہی مجھے ملا۔ گمان غالب ہے کہ آپ بقا صاحب کے نام ہی نہیں کام سے بھی ضرور واقف ہوں گے، جو اس دیار میں تقریباً پچاس سال سے علامہ کے نام و کلام کی شمع جلائے ہوئے ہیں۔

خاکسار نے اپنا وہ مضمون بقا صاحب کی خدمت میں اس گزارش کے ساتھ ارسال کیا تھا کہ اپنی بے تکلف رائے سے مجھے ممنون فرمائیں۔ اس پر موصوف کے کل ہی موصول ہونے والے گرامی نامہ کی کاپی ہم رشتہ کر رہا ہوں اور اسی کو ''سفارشی'' بنا کر...... اس لیے کہ میں بہر حال اجنبی ہوں...... یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ان اشعار کی اشاعت بہر حال ضروری ہے تو ان کو ان کی اصل جگہ رکھا جانا چاہیے یعنی ارمغان حجاز کے فارسی حصہ میں۔ اس خاکسار کے نزدیک تو...... جیسا کہ اس نے اپنے مضمون میں نرم ترین الفاظ کے ذریعہ متوجہ کرنے کی کوشش کی ہے...... ان اشعار کی اشاعت کا جواز ہی نہیں بنتا۔ تاہم اگر چودھری محمد حسین صاحب مرحوم وغیرہ کی دلیلِ جواز نا قابل نظرِ ثانی ہی رہتی ہے تب بھی اردو والے حصہ میں ان فارسی اشعار کو رکھے جانے کے لیے تو کسی الگ دلیل کی ضرورت ہے جو سامنے نہیں آسکی ہے۔ (۱)

امید ہے کہ میری اس گزارش پر غور کرنے کے لئے محترم بقا صاحب کا گرامی نامہ ضرور مددگار ہوگا۔ خاکسار کے خیال میں یہ بات ایسی نہیں ہے جس کا آپ کو اندازہ نہ ہو کہ حضرت علامہ کے ماننے والوں میں حضرت حسین احمد صاحب کے چاہنے والوں

---

(۱) یہ اردو فارسی کی بات یہاں جس طرح کہی گئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب سے عرض کرنے کے لیے یہ اسی طرح بالکل کافی تھی۔ زیادہ کھولنے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر قارئین الفرقان میں سے ہر ایک کے لیے شاید کافی نہ ہو۔ اس لیے وضاحتاً یہ کہنا مناسب ہے کہ علامہ جس شخصیت پر تنقید کر رہے تھے‘ اس کی زبان اردو تھی نہ کہ فارسی اور خود علامہ کا بھی یہی معاملہ تھا۔ اس لیے غور کرنے کی ضرورت ہے کہ علامہ نے اس تنقید میں فارسی زبان کیوں استعمال فرمائی؟ علامہ کے مقام و مرتبہ کو دیکھتے ہوئے حسن ظن کہتا ہے کہ اپنے تنقیدی جذبہ اور لہجہ کی شدت کے پیش نظر آپ نے مناسب خیال فرمایا کہ زبان ایسی ہو جسے صرف مخاطب سمجھے یا بس اہل علم‘ عوام الناس کی دسترس سے وہ باہر رہے۔ پس صرف یہ نہیں کہ اشعار کی زبان چونکہ فارسی تھی‘ اس لیے ان کو ارمغان کے فارسی حصہ میں جانا چاہیے تھا اور اردو حصہ میں رکھا جانا ایک شے کا بے جگہ رکھا جانا ہے۔ بلکہ یہ علامہ کی مصلحت بینی کے بھی خلاف ہے۔ یہ اشعار اگر فارسی حصے میں رکھے گئے ہوتے تو بعد کی یعنی ہم لوگوں کی نسل میں ان کا چرچا ہی نہ رہ پاتا۔ یہ بس ایک تاریخی واقعہ کی نشانی کے طور پر صرف اہل علم کی دسترس میں رہے ہوتے۔ افسوس! علامہ کے علمی و ادبی معاونین نے اپنی سیاسی شدت میں علامہ کی مصلحت بینی کے پہلو پر غور نہ فرمایا۔ یا لحاظ نہ فرمایا۔

© rasailojaraid.com

کی تعداد بھی کم نہیں ہے اور ان کے لیے یہ بڑا المیہ ہے کہ ایک وقتی قسم کی چیز جو اس وقت کے گزرنے کے ساتھ ہی دفن ہو جانی چاہیے تھی، وہ بالکل بے جواز طور پر ان کی دو طرفہ محبت و عقیدت کو آزمائش میں رکھے ہوئے ہے۔ ضمناً عرض کر دوں کہ ''زندہ رود'' کے ساتھ ''اپنا گریباں چاک'' پڑھنے کا بھی موقع ملا۔ ڈاکٹر صاحب! بے تکلف عرض ہے کہ میں یہ نہ سمجھ سکا کہ دونوں میں اتنا فرق کیوں ہے کہ ایک ہی شخص کی نہیں معلوم ہوتیں۔ میں نے متذکرہ مضمون میں ضمناً ایک جملہ اس پر لکھا تھا، پھر اسے نکال دیا۔ پتہ نہیں یہ تنہا میرا ہی احساس ہے کہ اور کوئی بھی اس میں شریک ہے۔

والسلام

اخلاص کیش: عتیق الرحمٰن سنبھلی

مورخہ ۶/اگست ۲۰۰۵ء (۳)

محترمی و مکرمی جناب مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی صاحب

السلام علیکم۔

آپ کا خط بمع نقل مضمون ''سر اقبال بنام حسین احمد'' موصول ہو گئے۔ شکریہ۔ یہ مضمون ماہنامہ الفرقان شمارہ مئی ۲۰۰۵ء میں پڑھ چکا ہوں۔ غالباً کسی نے مجھے ارسال کیا تھا۔

بہر حال آپ کے خط کے جواب میں اتنا عرض ہے کہ اب علامہ اقبال کی تصانیف کا کاپی رائٹ کافی مدت ہوئی ختم ہو چکا ہے اور جو چاہے کلیات اقبال شائع کر سکتا ہے۔ لہٰذا ان کے کلام کی اشاعت پر چونکہ اب میرا اختیار نہیں، اس لیے اشعار متعلقہ کو کلیات اقبال میں سے نکال دینا میرے لیے ممکن نہیں۔ بلکہ میں تو اس بحث کہ متذکرہ اشعار کلیات اقبال میں رہنے دینے یا نکال دینے چاہئیں، میں پڑنا بھی نہیں چاہتا۔ زیادہ حد آداب۔

جناب مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی صاحب — خیر اندیش

لندن — جاوید اقبال

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

23 فروری 2006ء
جمعرات بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری
دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961